محمد حفیظ اللہ پھلواروی

علامہ البیرونی

برہان الحق ابوالریحان محمد بن احمد البیرونی الخوارزمی خوارزم (خیوا) میں ۳ ذی الحجہ ۳۶۲ھ مطابق ۴ دسمبر ۹۷۳ء کو پیدا ہوا۔

نیاز فتح پوری نے تاریخ ولادت ۳۶۰ھ (۹۷۰ء) لکھی۔ ساتھ یہ بھی لکھا کہ مسٹر ساشا (SASHA) نے تحقیق الہند کے انگریزی ترجمہ (AL BERUNI'S INDIA) میں ۹۷۳ء ظاہر کیا ہے۔

البیرونی کہاں پیدا ہوا؟ اس میں اختلاف ہے۔ شہرزوری اپنی کتاب تاریخ الحکماء میں ظاہر کرتا ہے کہ "بیرون" سندھ کا ایک نہایت خوبصورت شہر تھا۔ حاجی خلیفہ نے بھی یہی لکھا ہے، ابوالفداء نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ رینالڈس (REYNOLDS) فرانسیسی مؤرخ نے بھی "بیرون" کو سندھ ہی کا ایک مقام ظاہر کیا۔[1]

---

[1] بحوالہ مضمون نیاز فتحپوری

اس سلسلہ میں ماہنامہ "ماہ نو" کراچی بابت جولائی ۱۹۶۴ء میں ایک نوٹ شائع ہوا تھا جو حسب ذیل ہے۔

"شہدادپور (سابق سندھ) سے آٹھ میل جنوب مشرق کی طرف ایک شہر کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں جو قدیم برہمن آباد ہے۔ اسی کے پہلو میں وہ شہر بسا تھا جس کا نام منصورہ رکھا گیا۔ منصورہ کی آبادی بڑھ گئی تو دریا کے دوسرے کنارے پر ایک اور بستی آباد ہوئی جو درحقیقت منصورہ ہی کی توسیع تھی اور اسے اس زمانے میں "بیرونِ منصورہ" کہتے تھے اور جو مختصر ہو کر "بیرون" یا "البیرون" کے نام سے معروف ہوا۔ ابوریحان البیرونی" اسی سے مضاف ہے۔ ان کے والد یہیں کے باشندے تھے اور عارضی طور پر "خوارزم" گئے تھے جہاں بیرونی کی پیدائش ہوئی۔ خوارزم کے اس پار کے علاقے کو "بیرون خوارزم" کہا جاتا تھا۔ بعد میں یہ بھی "بیرون" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس لیے لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ "البیرونی" "بیرون خوارزم" کا رہنے والا ہے حالانکہ خوارزم اور چیز ہے۔ "بیرونِ خوارزم" اور دونوں میں کوئی مناسبت نہیں۔ اور جو شخص خوارزم میں پیدا ہوا ہے اسے کسی طرح بیرون خوارزمی یا اس بیرون کی بنا پر "بیرونی" نہیں کہا جا سکتا۔ بعد کے مصنفین نے غلطی سے یہ سمجھا کہ وہ بیرونِ خوارزمی ہونے کے باعث "البیرونی" کہلائے۔

حوالہ کے لیے ایک نامور فاضل اسمٰعیل پاشا بغدادی کا مرتبہ قاموس الاعلام موسوم بہ ہدیۃ العارفین ملاحظہ ہو جو استنبول سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں مشاہیر علماء و فضلاء کے مستند سوانح اور حالات فراہم کیے گئے ہیں۔"

السمعانی نے اپنی کتاب الانساب میں اس کے نام البیرونی کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس کی سکونت شہر کے بیرونی حصے میں تھی اس لیے عام طور البیرونی مشہور ہو گیا۔ لیکن صاحب عیون الانباء نے لکھا ہے کہ یہ نسبت سندھ کے ایک قصبے بیرون کی طرف ہے۔ [۱]

البیرونی نے اپنی زندگی کے پہلے پچیس سال خوارزم میں شاہی خاندان کی خدمت میں گزارے۔

۳۸۷ھ/۹۹۷ء میں اس نے مازندان یا طبرستان کے اسپہبذ مرزبان بن رستم بن شروین کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اسی اسپہبذ کے نام پر اس نے اپنی سب سے پہلی تصنیف "مقالید علم الہیئۃ ما یحدث لبسیط اکرۃ" معنون کی۔

اس نے اپنی دوسری تصنیف "الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ" امیر قابوس بن وشمگیر کے لیے ۳۹۰-۳۹۱ھ/۱۰۰۰-۱۰۰۱ء میں لکھی۔

سلطان محمود غزنوی نے جب خوارزم پر قبضہ کیا تو البیرونی غزنہ پہنچ گیا۔ غزنہ پہنچنے کے بعد البیرونی کی علمی زندگی کا زریں دور شروع ہوتا ہے۔

یہاں اس نے اپنی کتاب "تحدید نہایات الاماکن لتصحیح مسافات المساکن" مرتب کی۔ اس کتاب کا واحد نسخہ غالباً اس کے اپنے قلم کا ۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء کا لکھا ہوا، دستیاب ہو چکا ہے۔

البیرونی نے اپنی زندگی کے غالباً بارہ تیرہ سال شاہی نگرانی میں ہندوستان میں گزارے۔ اس اثناء میں اس نے یہاں سنسکرت بھی سیکھی اور ہندو مذاہب، تہذیب و تمدن، رسم و رواج، عادات و توہمات کا مطالعہ کیا۔ یہ معلومات اس نے ۴۱۱ھ/۱۰۲۰ء میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تحقیق ما للہند من مقولۃ مقبولۃ فی العقل او مرذولۃ" میں درج کی ہیں۔

---

[۱] اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۵ صفحہ ۳۴

اس نے ایک سال قبل یعنی ۴۲۰ھ/۱۰۲۹ء میں اپنی تصنیف "کتاب التفہیم لاوائل صناعۃ التنجیم" ریحانہ بنت حسن خوارزمی کے لیے لکھی۔

اس کی کتاب "ماللہند" اس وقت پایۂ تکمیل کو پہنچی جب سلطان محمود کا ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء میں انتقال ہوچکا تھا۔

البیرونی نے اپنی شاہکار تصنیف "القانون المسعودی فی الھیئۃ والنجوم" جو ریاضی وہیئت، علم احکام النجوم اور جغرافیے پر ہے، سلطان مسعود کے نام پر معنون کی۔[۱]

ڈاکٹر عبدالحق تحریر فرماتے ہیں:

بیرونی کئی زبانوں کا عالم تھا۔ فارسی تو اس کی زبان ہی تھی لیکن اس کے علاوہ عربی، عبرانی، سُریانی، سنسکرت پر بھی اسے پوری قدرت حاصل تھی۔ زبانوں سے زیادہ وہ علوم جانتا تھا۔ بہت کم ایسے علم تھے جن میں اسے کافی دستگاہ نہ تھی۔ طبیعیات منطق، ریاضی، ہیئت، مساحت وہندسہ، علم المناظر، ارضیات، علم الآثار، علم کیمیا، تاریخ اور جغرافیے میں اُسے تبحر حاصل تھا۔ ان علوم پر اس نے جو تحقیقاتیں اور اصلاحیں کی ہیں ان سے اس کا نام دنیا میں ہمیشہ روشن رہے گا۔

بیرونی کی تصنیفات بے شمار ہیں۔ تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے علوم وفنون پر ایک سو چودہ ۱۱۴ سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان میں سے اکثر ہیئت وریاضی اور طبیعیات جیسے کٹھن مضامین تھے۔[۲]

---

[۱] دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۵ [۲] دیباچہ کتاب الہند (اُردو ترجمہ) ص۱۹

اردو دائرہ معارفیہ میں البیرونی کی تالیفات کی کل تعداد ۱۷۵ اور ۱۸۱ لکھی ہے۔

البیرونی بیک وقت سیاح، ریاضی داں، ماہر فلکیات، جغرافیہ داں، مورخ، معدنیات، طبقات الارض اور مزاج الادویہ کا ماہر اور آثار قدیمہ کا عالم تھا۔

مجلاء عز الدین کا بیان ہے کہ

"گیارہویں صدی عیسوی میں بڑے اور عالی شان زعماء کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ مشہور یورپی مؤرخ اور سائنس دان جارج سارٹن اپنے دور کے لیے ان مساوی درجے کے ممتاز اشخاص میں سے ایک کا نام انتخاب کرنے میں اُلجھن محسوس کرتا ہے۔ وہ گیارہویں صدی کے نصفِ اول کو البیرونی کے نام سے منسوب کرنے کا فیصلہ کرتا ہے جو بقول اس کے اسلام کے سب سے بڑے سائنس دانوں میں سے ہے اور سب باتوں پر غور کرنے کے بعد (کہا جاسکتا ہے کہ) تمام زمانوں کے عظیم ترین لوگوں میں سے ہے۔ اس کا علم بہت جامع اور ہمہ گیر تھا۔ وہ فلسفی بھی تھا، ماہر ریاضی بھی، فلکی بھی، جغرافیہ داں اور سیاح بھی۔ اس کا دائرۂ معلومات جتنا وسیع تھا اس بھی زیادہ اہمیت اس کے جدید علمی طریق کو حاصل ہے۔ اس کا طریق انتہائی تنقید و تحقیق پر مبنی ہے۔ اس نے اپنے فکر کی ناقدانہ دسترس سے کام لیا اور اپنی ثقافت کے علاوہ اس نے دوسری ثقافتوں کے ساتھ بڑی رواداری برتی۔ اس کی ایسی صداقت دوستی اور ذہنی حوصلہ مندی ازمنۂ وسطیٰ میں نادر تھی اور ہمارے زمانے میں بھی بہت عام نہیں ہے۔" [۱]

---

[۱] عرب دنیا صفحہ ۹۹ مترجمہ ڈاکٹر محمود حسین — قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات حصۂ اول صفحہ ۱۶۰-۱۶۲

البیرونی زیادہ جدت پسند اور نئی باتوں کا متلاشی تھا۔ اس کے خیالات تعصب سے نسبتہً پاک تھے۔ اور وہ قدماء کے اثر سے نکل کر آزادانہ تحقیق کی جرأت کرتا تھا۔ وہ پہلا مسلمان تھا جس نے ہندو فلسفہ کا غائر مطالعہ کیا۔ اسلام اور ہندو علم و حکمت کے مابین اس کا وجود بڑی اہم کڑی تھا۔

البیرونی نے سب سے بہتر اور زیادہ واضح طور پر ہندی طریقہ کتابت کی تفہیم کی۔ ہیئت الافلاک پر معلومات کا ایک خزینہ فراہم کیا اور ہیئت، ریاضی اور نجوم پر ایک عام تصنیف شائع کی۔ وہ اپنے زمانہ کے پیچیدہ سے پیچیدہ حسابی عملوں اور ہندسی مسئلوں کو حل کر دیتا تھا (وہ بعد کو البیرونی کے مسائل کہلائے گئے) جاندنگاری اظلال کا ایک آسان طریقہ بھی اس کی ایجاد ہے۔[۱]

ڈاکٹر میکس میرہاف کا بیان ہے کہ

"استاد ابوریحان محمد البیرونی جو نہ صرف طبیب و ہیئت داں بلکہ عالم ریاضی و طبیعیات ہونے کے علاوہ جغرافیہ داں اور مؤرخ تھا۔ ان ہمہ گیر ایرانی النسل مسلمان عالموں کی صف میں غالباً سو سے زیادہ ممتاز ہے جو اسلامی علوم کے عہد زریں کی خصوصیت ہے۔ اچھے انگریزی ترجموں کی صورت میں اس کی آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ اور ہندوستان سے متعلقہ تحقیقوں سے اہل یورپ بخوبی واقف ہیں۔ ریاضیات پر اس کی اکثر و بیشتر تصنیفیں نیز اس کی بہت سی دوسری کتابیں ہنوز منتظر اشاعت ہیں۔ طبیعیات میں بیرونی کا سب سے بڑا کارنامہ اٹھارہ قیمتی پتھروں اور دھاتوں کی کثافت اضافی قریب قریب قطعیت کے ساتھ متعین کرنا ہے۔ اسکوریال کے کتب خانہ میں جواہرات پر اس کی

---

[۱] قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات حصہ اول صفحہ ۱۶۵ - ۱۶۶

ایک ضخیم غیر مرتب کتاب ایک بے نظیر مخطوطے کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں طبعی، تجارتی اور دھاتوں پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی نے اصول دوا سازی (صیدلہ) پر بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جو ہندی و چینی پتھروں اور جڑی بوٹیوں کا ذکر عربی علم و حکمت کی قدیم کتابوں میں آتا ہے۔ ان کی اصلیت کے متعلق بیرونی کی کتابوں سے جو اب تک مرتب نہیں ہوئی ہیں، یقیناً اہم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں[1]۔"

البیرونی کی یہ کتاب "الآثار الباقیہ علی قرون الخالیہ" علم نجوم اور اقوام و ملل کے آغاز سنین اور علوم تاریخ کے اکثر شعبوں پر ہے۔ یہ کتاب اس نے شمس المعالی قابوس بن وشمگیر نے لکھی۔ اس میں مختلف قوموں کے مروجہ سنین او سال سنین کے اندر اصولی اختلاف کے مبادی پر بحث ہے۔ فارسی میں اس کا ترجمہ ایران میں ہو چکا ہے۔

البیرونی نے جس کتاب میں جواہرات کے اقسام اور ان کے متعلقات پر بحث ہے، اس کا نام "کتاب الجواہر فی الجواہر" ہے۔ یہ کتاب اس نے بادشاہ مودود ابوالفتح ابن مسعود غزنوی کے لئے لکھی۔ اس کی دوسری کتاب کا نام "کتاب الاحجار" ہے جس میں بڑے پتھروں کے خواص بیان کئے ہیں۔

پروفیسر ے۔ جے۔ آربری کے بیان کے مطابق البیرونی نے بہت سے موضوعات پر کام کیا ہے۔ طول بلد اور عرض بلد کے سلسلے میں اس کی تحقیق مشہور ہے۔ اس نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ زمین اپنے محور کے گرد گردش کرتی ہے یا نہیں؟ اس نے بالکل صحیح طور پر اٹھارہ قسم کے جواہرات اور دھاتوں کا وزن مخصوص بھی دریافت کیا، جو بالکل صحیح تھا۔ اس نے اس بات کی بھی تشریح کی کہ طبعی چشموں اور کنوؤں میں پانی کس طرح آتا ہے۔ اس نے دریائے سندھ کی وادی کے ان جغرافیائی خدوخال کا ذکر کیا جو زمانہ ماقبل تاریخ سے مربوط ہیں اور ہیئت ناک انسانوں کا بیان بھی کیا[2]۔

البیرونی عہد قدیم کے ممتاز فلاسفر میں سے ہے۔ دواسازی میں ماہر اور مندرجہ ذیل علوم پر پوری دست گاہ تھی۔

---

[1] لیگیسی آف اسلام۔ عظمت اسلام ص ۱۶۳ - ۱۶۴

[2] میراث ایران

حساب، علم ہندسہ، ہیئت، نجوم، فلسفہ ہنود

البیرونی معاصر تھے شیخ الرئیس ابن سینا کے۔ دونوں کے درمیان مباحثات و مراسلات رہتی۔ ہیئت و نجوم میں نہ صرف مشرق بلکہ مغرب بھی ان کا خوشہ چیں ہے[1]

البیرونی کا نام جغرافیہ کے محققین میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس نے جغرافیہ کے شعبہ ریاضی کو منضبط کیا، مساحت کو ترقی دی اور صحت کے ساتھ متعدد مقامات کے عرض و طول بلد دریافت کئے۔ ہندوستان پہ اس کی تصنیف اسی اہم جغرافی معلومات کا ایک بیش بہا خزینہ ہے، فطری یا قدرتی نہروں سے پانی کا بہنا اور مصنوعی کنوؤں میں پانی کا نکل آنا، کیونکر ممکن ہے۔ سیالات کے قواعد و ضوابط کی رقموں کو بیان کیا۔ اس کا مشاہدہ اس کو اس نتیجہ پر پہونچایا۔ وادی انڈس INDUS (سندھ کا دریا) غالباً زمانۂ قدیم میں سمندر کا ایک پہلو تھا جو دریا بردمٹی کے جمنے سے خشکی میں تبدیل ہوگیا۔[2]

موسیو سیدیو فرانسیسی لکھتا ہے :-

" ابوریحان سلطان محمود غزنوی کا خاص دوست اور مشیر کار تھا۔ سلطان نے اس کو اپنے دربار میں پہلے صرف اس لئے بلایا تھا کہ ممالک روم و سندھ اور ماوراء النہر کے جغرافی اور تقویمی حسابات میں جو غلطیاں ہیں، ان کی اصلاح کرے۔ اسی فاضل علامہ نے یہ خدمات انجام دی اور اس کے ضمن میں ایک ایسا جغرافی قانون تیار کر دیا۔ جو اکثر مشرقی قسمو غرافیات کی بنیاد اور ان کی اصل قرار پایا۔ مشرقی ممالک میں عرصے تک البیرونی کا کلام نافذ رہا، اور اسی وجہ سے فلکیات کے بارے میں اکثر مشرقی علماء نے اسی کے سند کو مانا ہے۔ چنانچہ نامور جغرافی ابوالفداء نے زمین کے طول البلد اور عرض البلد کی جدولیں بنانے میں البیرونی ہی کے اقوال سے مدد لی اور اسی طرح ابوالحسن مراکشی نے بھی اقتباس کیا ہے[3] "

---

[1] نزہت الخواطر ج ۱ مؤلفہ علامہ سید عبدالحی رح

[2] قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات حصہ اول ص ۶۹، ۱۶۹

[3] تاریخ عرب ص ۳۹۰

بیرونی ہندوستان بھی آیا، اور یہاں کی زبان سیکھی ۔ اس نے سب سے پہلے ہیئت وجغرافیہ کے متعلق ہندوؤں کی معلومات سے مسلمانوں کو آشنا کیا ۔ اس کی تصنیف جرمن کے نہایت مشہور پروفیسر اڈوارڈ زخاؤ (EDWAR SACHAN) کی محنت سے ۱۸۸۷ء میں لندن میں چھپی۔[1]

اسی نے اس کا انگریزی ترجمہ تمہید وارشادات دو جلدوں میں (لندن میں ۱۸۸۸ء اور طبع ثانی ۱۹۱۰ء) شائع کیا[2]

پروفیسر زخاؤ نے "کتاب الہند" کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ سکندر کے ساتھ جو یونانی مصنف موجود تھے ۔ انہوں نے ہندوستان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، چینی مسافروں نے بھی خود اپنی ذاتی واقفیت سے اس ملک کے حالات قلم بند کئے، لیکن ابوریحان بیرونی نے جب ہندوستان کا سفر کرکے وہاں کے علوم و فنون اور رسم وعادات پر کتاب لکھی تو تمام پچھلی تصنیفیں بازیچۂ اطفال بن گئیں[3]

ایڈورڈ زخاؤ، البیرونی کی مشہور تصنیف " الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ" کے ترجمہ کی تمہید میں لکھتا ہے کہ :-

چوتھی صدی ہجری اسلام کی روحانی تاریخ کے ترسیمی کا نقطہ عطف ہے[4]

علامہ شبلیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

" بیرونی نے ہندوؤں کے علوم حاصل کرنے کے لئے جو محنتیں اٹھائیں وہ حقیقت میں تعجب انگیز ہیں ۔ خود اس کا بیان ہے ۔" اس زبان کے سیکھنے میں مجھ کو نہایت مصیبتیں پیش آئیں ۔ ہندوؤں کا تعصب اس قدر بڑھا ہوا ہے، جس کی کچھ انتہا نہیں ۔ وہ ہم مسلمانوں کو ملیچھ کہتے ہیں ۔ ہم سے جو چیز چھو جاتے ان کے نزدیک ناپاک ہو جاتی ہے وہ اپنے بچوں کو ہمارے نام سے ڈراتے ہیں اور ہم کو شیطان کہتے ہیں، ان سب باتوں کے ساتھ وہ تمام دنیا کو جاہل اور وحشی سمجھتے ہیں" ایک بڑی مشکل یہ تھی

---

[1] عرب وہند کے تعلقات [2] قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات ج ۱ ص ۱۸۳

[3] بحوالہ مقالاتِ شبلیؒ

[4] قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات ج ۱ ص ۲۰۹

کو ہندو اس کو کتابوں کے دینے میں نہایت بخل کرتے تھے۔ حالانکہ وہ کتابوں کے خریدنے میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتا تھا۔ غرض ان تمام مشکلات کے ساتھ جسطرح ہوسکا اس نے سنسکرت زبان حاصل کی اور نہایت کمال درجہ پر حاصل کی۔ بہت سی مفید کتابوں کے ترجمے کیے۔ بعض کے خلاصے لکھے۔ بعض عربی تصنیفات کو ہندوؤں کے لئے سنسکرت میں ترجمہ کیا۔"[1]

موسیو سیدو، جس کا ایک بیان البیرونی کے متعلق پہلے گزر چکا ہے مزید رقمطراز ہے :-

"فاضل مسلمان فلکی اور ریاضی داں ابوریحان البیرونی نے خود ہندوستان کا سفر اختیار کیا، اور ہندوستان کی قدیم و جدید روایات کو معلوم کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل ہند کی یہ روایتیں اس سے قبل تمام دنیا سے پوشیدہ تھیں اور اسی طرح دیگر ممالک کے علمی اور دماغی کارناموں سے بھی وہ بے خبر تھے۔ ابوریحان نے ہندوؤں کی روایتیں خود معلوم کیں اور اپنے ہم وطنوں کے معلومات ہندوؤں کو بتائے — ہندوستان کے جس خطہ میں وہ پہونچا وہاں کے معلومات خود فراہم کیں اور اپنے علم سے علماء کو بہرہ ور کیا۔"[2]

برہمنی ہند کا البیرونی نے جو حال بیان کیا ہے، غائر مطالعہ کتب و مشاہدہ عینی پر مبنی ہے۔ ہندو فلسفہ خصوصاً بھگوت گیتا سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ برہمنوں اور دیگر ہندو اقوام کے رسومات و توہمات اخلاق و عادات کا بھی غائر مطالعہ کیا تھا۔ سنسکرت سے عربی میں کئی کتابیں ترجمہ کیں۔ اس نے مسلمانوں کا علم لیعہ ان کی حکمت ہندوؤں کو سکھائی۔ قرون وسطیٰ میں ہندی طریقہ کتابت اعداد کی بہتر سے بہتر توضیح اسی نے کی شطرنج بازی سے متعلق ہندسی سلسلہ ۱۶ - ۱ (سولہ لبقوت سولہ منفی ایک) کا حاصل جمع مساوی - ۱۸٫۴۴۶٫۷۴۴٫۰۷۳٫۷۰۹٫۵۵۱٫۶۱۹ اس نے دریافت کیا۔ البیرونی کا مشاہدہ نباتات وارضیات کی بھی بعض دلچسپ باتوں سے اس کو واقف کردیا

---

[1] مقالات شبلی

[2] تاریخ عرب ص ۳۰۹

تھا، مثلاً یہ کہ پھول کی پتیاں ۳، ۴، ۵، ۶ یا ۸ ہوتی ہیں۔ کبھی بھی ۷ یا ۹ نہیں ہوتیں[1]

البیرونی نرا فلسفی، ریاضی داں اور جغرافی ہی نہ تھا بلکہ شاعر بھی تھا۔ مولانا سید عبدالحی نے اپنی کتاب "نزہت الخواطر" (حصہ اول) میں اس کے دو شعر نقل کئے ہیں ؎

وَلَمَّا مَضَوْا وَاعْتَضْتُ مِنْهُم عِصَابَۃً

دَعَوْا بِالتَّنَاسِی فَاغْتَنَمْتُ التَّنَاسِیَا

وَخَلِّفْتُ فِی غَزْنِینَ لَحماً کَمُضْغَۃٍ

عَلَیٰ وَضَمٍ لِلطَّیْرِ لِلعِلْمِ نَاسِیاً

یہ اشعار یاقوت حمدی نے معجم البلدان میں نقل کر کے لکھا ہے کہ میں نے یہ پورا قصیدہ اپنی کتاب معجم الادباء میں نقل کر دیا ہے۔

البیرونی کو حصول علم کا کس قدر شوق تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی بیماری میں اسی دور کے مشہور فقیہ ابوالحسن اس کے آخری لمحات میں بستر مرگ پر پہونچے تو اس کی سانس اکھڑ رہی تھی۔ اسی حال میں بھی اس نے فقیہ کو دیکھتے ہی کہا۔

"ایک روز آپ نے سوتیلی نانی کے ورثے کے حصے دار بننے کے بارے میں ایک طے شدہ گر بتایا تھا، وہ پھر ذرا دہرائیں تاکہ اس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لوں، میں بھول گیا ہوں

فقیہ ابوالحسن نے غمگین لہجے میں کہا۔

"اس وقت تو تمہاری حالت نازک ہے"

بیرونی نے کہا۔

"کسی بات کا علم حاصل کر کے مرنا، علم حاصل کئے بغیر مرنے سے بہتر ہے۔"

فقیہ نے مسئلہ کو سمجھایا۔ بیرونی نے فقہ کے الفاظ دہرا کر اچھی طرح یاد کئے۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نظر آئی ابھی ابوالحسن رخصت ہو کر سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ مکان سے رونے کی آوازیں سنائی دیں۔ اس علم کے شیدائی کی روح پرواز کر چکی تھی اس نے بروز جمعہ ۲ رجب ۴۴۰ھ ۱۱ دسمبر ۱۰۴۸ء کو بعمر ۷۵ سال سات ماہ داعی اجل کو لبیک کہا[2]

---

[1] قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات حصہ اول صفحہ ۱۸۲ [2] معارف اسلامیہ